تعدّد ازواج

(بعض اعتراضات کا جائزہ)

سید جلال الدین عمری

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام سے پہلے عورت کی جو حالت تھی اسلام نے اس کی ضرور اصلاح کی اور اسے بعض وہ حقوق دئے جن سے وہ پہلے محروم تھی لیکن عورت کے ساتھ پورا انصاف نہیں کیا۔ اس نے مرد کو وہ حقوق دئے جو عورت کو نہیں دئے۔ اس طرح اس نے عورت اور مرد کے درمیان فرق باقی رکھا۔

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں ان پر کئی اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اعتراض تعدد ازواج (POLYGAMY) پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وحدت ازواج (MONOGAMY) انسان کی فطرت ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ آدمی ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری کو اپنے گھر لے آئے اور وہ اس کی حریف اور مدمقابل کی حیثیت سے زندگی بھر اس کے ساتھ لگی رہے۔

تعدد ازواج کوئی جرم ہے تو اس کا ارتکاب صرف اسلام نے نہیں کیا ہے۔ اس سے پہلے دنیا کی بیشتر قوموں میں اس کا رواج تھا۔ مختلف مذاہب کی قانونی سند اور اخلاقی جواز اسے حاصل تھا۔ اسے کوئی جرم یا گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ البتہ راہبانہ مذاہب میں تعدد ازدواج کیا معنی ازدواجی زندگی ہی کو ناپسند کیا جاتا تھا، عیسائیت کا فروغ ایک راہبانہ مذہب کی حیثیت سے ہوا یہاں دیندار آدمی کے لیے ایک بیوی کی بھی بدرجہ مجبوری اجازت تھی۔ مغرب اپنی بے دینی اور الحاد کے دعوی کے باوجود عیسائیت کے اثر سے آزاد نہیں ہوا۔ اس نے ایک زوجگی کے تصور کو تو گوارہ کرلیا لیکن تعدد ازواج کا تصور اس کے حلق سے نیچے نہیں اتر سکا۔ جن قوموں کی گردن میں مغرب کا طوق غلامی تھا انھوں نے اس کی اس طرح تائید کرنی شروع کردی جیسے پہلی مرتبہ آنکھیں کھلی ہوں اور عورت کی عظمت کا احساس ہوا ہو۔

تعدد ازواج کی طرف مرد کا رجحان

پہلے اسے آپ ایک مرد کے نقطۂ نظر سے دیکھئے۔ اس میں شک نہیں کہ عام طور پر ایک مرد ایک ہی بیوی رکھتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مرد کے اندر فطری طور پر ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کا رجحان ہے۔ وہ اگر ایک بیوی پر قانع بھی رہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے اندر اس کی خواہش نہیں ہے۔ جن لوگوں کے اندر اس کا شدید رجحان ہے اگر تعدد ازواج کی اجازت نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ وہ کسی غلط اور ناجائز طریقہ سے اس کی تسکین کا سامان ڈھونڈنے لگیں گے۔ چنانچہ مغرب کا تجربہ ہمارے سامنے ہے اس نے تعدد ازواج کو رد کیا تو زنا اور بے ضابطہ جنسی تعلق کو اسے برداشت کرنا پڑا۔ آج وہاں قانوناً آدمی کی ایک ہی بیوی ہے لیکن داشتائیں بہت ہیں اور وہ ان تمام حقوق سے محروم ہیں جو ایک بیوی کو از روئے قانون حاصل ہیں۔

تعدد ازواج مرد کی ایک ضرورت

تعدد ازواج کی طرف مرد کا رجحان ہی نہیں بلکہ بعض اوقات یہ اس کی ایک ضرورت بھی بن جاتا ہے۔ جنسی خواہش ایک فطری خواہش ہے۔ جن افراد میں یہ خواہش بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور جو اس پر قابو نہیں پاتے ان کے لیے ایک عورت کافی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت حیض، نفاس حمل اور رضاعت سے مسلسل گزرتی رہتی ہے۔ ان حالات میں عورت کے جنسی جذبات کمزور پڑ جاتے ہیں اور وہ مرد کے جذبات کا پوری طرح ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان ایام میں جنسی تعلق رکھنے میں بعض قباحتیں بھی ہیں۔ حیض اور نفاس کی حالت میں آدمی اس سے کراہت محسوس کرتا ہے اور یہ میاں بیوی کی صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔ مدتِ حمل میں یہ تعلق بچہ کے لیے ضرر رساں ہے اور تجربہ بتاتا ہے کہ عورت اور مرد کا یہ جذباتی عمل بچہ کے اخلاق و عادات پر بھی برا اثر ڈالتا ہے۔

حمل، بچہ کی ولادت اور رضاعت کی وجہ سے عورت کا نظامِ جسمانی بہت متاثر ہوتا ہے اور عورت جلد بوڑھی ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب کہ اس کے مقابلے میں مرد دیر تک جوان رہتا ہے ان وجوہ سے اگر کوئی شخص ایک بیوی پر قانع نہیں ہے اور دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے

ہم غلط نہیں کہہ سکتے ہاں اس پر ضرور یہ پابندی عائد کی جانی چاہیئے کہ وہ دونوں کے حقوق ادا کرے اور ان میں سے کسی کی حق تلفی نہ کرے۔

عورت کے لیے تعدد ازواج کی افادیت

اب آپ اسے ایک عورت کے نقطۂ نظر سے دیکھئے بعض اوقات تعدد ازواج خود عورت کے حق میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔

۱۔ انسان کے اندر اولاد کی خواہش بالکل فطری ہے۔ اگر کسی شخص کی بیوی بانجھ ہو اور اس سے اولاد نہ ہو رہی ہو تو اس کے سامنے دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ پہلی بیوی کے ساتھ ایک اور بیوی بھی رکھے۔ دوسری یہ کہ وہ پہلی کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کر لے ظاہر ہے شاذو نادر ہی کوئی عورت پہلی صورت کے مقابلہ میں دوسری کو ترجیح دے گی۔

۲۔ عورت دائم المریض ہو یا کسی ایسے نسوانی مرض میں مبتلا ہو کہ اس سے ازدواجی تعلق رکھنا مشکل ہو تو اس صورت میں کیا یہ بات اس کے حق میں مفید ہو گی کہ اسے طلاق دے کر مرد دوسری صحت مند عورت سے شادی کر لے یا یہ بات کہ وہ اسے اپنے حبالۂ عقد میں رکھتے ہوئے دوسری سے نکاح کر لے؟

اس طرح کی صورتوں میں پہلی بیوی کے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہو گی کہ شوہر کو اسے طلاق دینے پر قانوناً مجبور کیا جائے۔ یہ زیادتی اس وقت اور زیادہ گھناؤنی ہو جاتی ہے جب کہ وہ شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو اور شوہر بھی اسے چھوڑنا نہ چاہتا ہو۔

تعدد ازواج ایک سماجی ضرورت کی حیثیت سے

بعض حالات میں تعدد ازواج سماج کی بھی ایک ضرورت بن جاتی ہے۔

۱۔ عام طور پر مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہوتی ہے۔ لیکن جب کسی قوم کو جنگ سے سابقہ پیش آتا ہے تو زیادہ تر اس کے مرد ہی کام آتے ہیں اور وہ بھی جوان سال اور صحت مند اس سے عورتوں کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ جوان عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں اور جو بے شادی شدہ

ہوتی ہیں ان کے لیے مرد نہیں ملتے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ جو عورتیں بیوہ یا بے شادی شدہ ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ صورت بڑی خطرناک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی جنسی خواہش غلط طریقہ سے پوری کرنے پر مجبور ہوں اور ہوس پرستوں کا بآسانی شکار ہو جائیں۔ اس سے پورے معاشرہ میں بدکاری پھیلے گی اور اس کے خطرناک نتائج کا اسے سامنا کرنا پڑے گا۔ اسے کوئی صالح معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا۔

۲۔ قوموں کی زندگی میں افرادی قوت (MAN POWER) اہم کردار ادا کرتی ہے دفاع کے لیے، صنعتی و زراعتی پیداوار اور اس کی ترقی کے لیے سماجی و معاشرتی خدمات کے لیے اس کی بنیادی اہمیت ہے۔ بعض خاص اور نازک حالات میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے افرادی قوت میں اضافہ کا ایک ذریعہ تعدد ازواج بھی ہے۔ اس لیے کہ عورت بالعموم چالیس پینتالیس سال کے بعد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی جب کہ مرد ستر سال کے بعد بھی اس قابل ہوتا ہے کہ عورت اس سے بارآور ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی بیوی کی جب اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے اس وقت اگر کوئی شخص دوسری سے شادی کر لے تو پھر سے اولاد کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جن قوموں کو افرادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے انھیں تعدد ازواج کی ہمت افزائی کرنی پڑتی ہے۔

عورت ایک سے زیادہ شوہروں کی متحمل نہیں ہے

بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک مرد کو کئی بیویاں رکھنے کا حق ہے تو عورت کو بھی یہ حق ملنا چاہیئے کہ وہ ایک سے زاید شوہر رکھے۔

لیکن عورت کو یہ حق دے بھی دیا جائے تو شاید وہ اسے استعمال کرنے کی کبھی ہمت نہیں کر سکتی۔ ایک عورت کے کئی شوہروں (POLYANDRY) کا رواج بعض غیر متمدن قبائل میں تو ہے لیکن متمدن دنیا نے اسے کبھی اختیار نہیں کیا۔ متمدن انسانی سماج نے اسے اس طرح رد کر دیا ہے کہ اب اسے وہ کبھی قبول نہیں کر سکتا۔

عورت کی فطرت بتاتی ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی شوہر کی بیوی ہو سکتی ہے۔ چند شوہری

اس کی فطرت کے خلاف ہے۔

عورت پر خاندانی ذمہ داریوں کا بوجھ ہوتا ہے، حمل اور رضاعت کی تکلیفیں اسے اٹھانی پڑتی ہیں، بعض اوقات باہر کے کام انجام دینے پر بھی وہ مجبور ہوتی ہے اس لیے کئی مردوں کی جنسی خواہش کا پورا کرنا اس کے لیے بہت دشوار ہے اس سے اس کی صحت کے برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ اس سے بعض جنسی اور دماغی بیماریاں بھی پیدا ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ تجربہ بتاتا ہے کہ جن عورتوں سے ایک سے زیادہ مردوں کا تعلق ہوتا ہے ان میں جنسی بیماریاں عام ہوتی ہیں اور وہ خانگی زندگی کے لیے فٹ نہیں ہوتیں۔

ایک عورت کے کئی شوہر ہوں تو اس سے بعض سماجی و معاشرتی مسائل بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔

ایک مرد کی کئی عورتیں ہوں اور وہ ان سب سے تعلق رکھے تو سب اس سے بارآور ہوسکتی ہیں اس لیے ان میں سے جس سے بھی اولاد ہوگی اسی کی سمجھی جائے گی۔ لیکن اگر ایک عورت کے کئی شوہر ہوں اور سب اس سے تعلق رکھیں تو ایک وقت میں وہ ان میں سے ایک ہی سے بارآور ہوسکتی ہے اس لیے یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کس سے بارآور ہوئی ہے اور اولاد کس کی ہے؟

اگر یہی بات متعین نہ ہو کہ بچہ کس کا ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ کس کی طرف منسوب ہوگا۔ کون اس کے اخراجات برداشت کرے گا، اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کون لے گا۔ وہ کس کا وارث اور کون اس کا وارث ہوگا؟ اس طرح کے اور بھی سوالات ہیں جنھیں خاندان کے موجودہ نظام میں، جو مرد کی سربراہی میں قائم ہے، اور جسے دنیا نے خاندان کی صحیح شکل کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے، کبھی حل نہیں کیا جاسکتا۔

چند شوہری کے نظام سے معاشرہ پر بھی برے اثرات پڑ سکتے ہیں۔

۱۔ یہ مرد کی فطرت ہے چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو کہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے کے تعلق کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ایک عورت کا کئی افراد سے تعلق ہو تو ان کے درمیان حسد اور رقابت کا جذبہ ابھر آتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جاتے ہیں اور بعض اوقات اس کے بڑے خوفناک نتائج بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان کی یہ کشمکش خود عورت کے لیے ناقابل برداشت اور اس کے سکون کو درہم برہم کرنے والی ہوسکتی ہے۔ کہا جاسکتا

ہے کہ یہی دلیل تعدد ازواج کے بھی خلاف جاتی ہے، اس لیے کہ عورت بھی اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ اس کے شوہر کے کئی بیویاں ہوں اور اس کی محبت میں سب شریک ہوجائیں بلاشبہ یہ بات صحیح ہے لیکن اس کے باوجود عورت کا ردعمل مرد کے ردعمل کی طرح زیادہ شدید نہیں ہوتا اور اس کے اتنے سنگین نتائج بھی دیکھنے میں نہیں آتے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورت مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے میں حق بجانب تصور کرتی ہے۔

۲۔ عورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے شرم وحیا کا جذبہ رکھا ہے۔ یہ جذبہ بالکل فطری ہے اور خودبخود اس کے اندر سے ابھرتا ہے، ہزار کوشش کے باوجود مغرب اسے ختم کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ اس جذبہ کی وجہ سے عورت مرد کی طرح اپنے جنسی جذبات کا آسانی سے اظہار نہیں کرتی بلکہ حتی الوسع انھیں چھپاتی ہے۔ عورت کے اس حجاب کا معاشرہ کو زبردست اخلاقی فائدہ پہونچتا ہے۔ وہ جنسی بے راہ روی کی طرف بے جھجک آگے نہیں بڑھ سکتی۔ ایک سے زیادہ مردوں سے تعلق اس کی اس خوبی کو مجروح کردیتا ہے اور وہ بتدریج بے حیا ہوتی چلی جاتی ہے، عورت اگر حیا کا لباس اتار دے تو معاشرہ بڑی تیزی سے جنسی آوارگی کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔

تعدد ازواج عیاشی کے لیے نہیں ہے

اب آئیے اس اعتراض پر غور کیا جائے کہ تعدد ازواج بھی عیاشی ہی کی ایک صورت ہے اس سے مرد کو جنسی ہوس رانی اور عیاشی کی کھلی چھٹی مل جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں جاگیرداروں اور رئیسوں نے حرم سرائیں بھرلیں اور عورتوں کے جھرمٹ میں زندگی گزار دی۔ اسلام نے تعدد ازواج کو تسلیم کرکے اسی نظام کی تائید وتوثیق کی ہے اور عیاشی کے دروازے کھول دیئے ہیں کہ آدمی جب چاہے جس عورت سے چاہے شادی کرلے اور چار کی گنتی پوری ہوجائے تو ایک کو طلاق دے کر دوسری کو لے آئے۔ جی چاہے تو سب کو خانہ بدر کرکے چار نئی دلہنوں سے عشرت کدہ آباد کرلے۔

یہ اعتراض یک زوجگی کے نظام (MONOGAMY) پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر

کوئی چاہے تو ہر فصلِ بہار میں پرانی بیوی کو رخصت کر کے نئی بیوی لا سکتا ہے۔ بلکہ اس طرح گھر کی رونق بڑھانے کے لیے کسی موسم کے انتظار کی بھی شاید ضرورت نہیں ہے صرف من کی موج کافی ہے۔ لیکن یہ اعتراض وہی شخص کر سکتا ہے جو اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لے کہ عیاش آدمی ہمیشہ غیر ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسے اپنی عیاشی سے غرض ہوتی ہے۔ وہ کسی قسم کا بوجھ اپنے اوپر لینا نہیں چاہتا۔ چنانچہ جن لوگوں نے عیاشی کی زندگی گزارنی چاہی انھوں نے بے قید شہوت رانی اختیار کی۔ تعدد ازواج کیا معنی ازدواجی زندگی ہی کو ناپسند کیا۔ اگر اسے مارے باندھے اختیار بھی کیا تو کبھی اس کے حقوق نہیں ادا کیے۔ اسلام میں ازدواجی زندگی ذمہ داریوں سے گھری ہوئی ہے۔ تعدد ازواج سے یہ ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ اس نے اس پر اتنی پابندیاں عائد کی ہیں اور اتنے حدود و قیود رکھے ہیں کہ بغیر کسی حقیقی ضرورت کے آدمی ایک سے زیادہ شادی کی ہمت نہیں کر سکتا۔

قانونی اقدامات

اسلام جو ذہن و مزاج پیدا کرنا چاہتا ہے وہ صحیح معنی میں پیدا ہو جائے تو عیاشانہ زندگی کو آدمی ایک لمحہ کے لیے برداشت نہیں کر سکتا۔ یہاں اس سے بحث نہیں صرف بعض ان قانونی اقدامات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اسلام نے تعدد ازواج کے سلسلہ میں کیے ہیں اس سے اندازہ ہوگا کہ اسلام نے تعدد ازواج کے ذریعہ عیاشی کی راہ کھولی نہیں بلکہ اس میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔

چار کی تحدید

ا۔ اسلام سے پہلے تعدد ازواج کا عام رواج تھا۔ عرب میں بھی اس پر عمل تھا۔ بعض لوگ بکثرت شادیاں کرتے تھے اور اس میں بڑی زیادتیوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ اسلام نے اسے چار تک محدود کر دیا۔ وہ تعدد ازواج کو ایک شخصی اور سماجی ضرورت کی حیثیت سے تسلیم تو کرتا ہے لیکن کسی ایسی صورت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے جس میں آدمی کو چار سے زیادہ

شادیاں کرنی پڑیں۔ اسے وہ ناجائز اور حرام ٹھہراتا ہے۔ جو شخص اس حد سے آگے بڑھے اسلامی قانون اس کے خلاف اقدام کرے گا۔ اس طرح غیر محدود بیویاں رکھنے کا جو طریقہ رائج تھا اس نے اس پر پابندی لگائی اور ایک حد سے آگے بڑھنے سے روک دیا۔

حکم نہیں صرف اجازت

۲۔ بعض لوگ تعدد ازواج کا اس طرح ذکر کرتے ہیں جیسے اسلام نے اسے فرض قرار دے رکھا ہے۔ اس کے کسی حکم پر مسلمان عمل کرے یا نہ کرے اس پر ضرور عمل کرتا ہے۔ ایک عورت سے اس کا کبھی جی نہیں بھرتا۔ اس کا گھر ہمیشہ چار بیویوں سے آباد رہتا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا ہے کہ یہ خیال غلط ہے کہ سارے مسلمان یا کم از کم ان کی اکثریت تعدد ازواج پر عمل کرتی ہے۔ اعداد و شمار اس کی تردید کرتے ہیں ان سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیگر اقوام کا تناسب اس معاملے میں مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔

دوسرے یہ کہ تعدد ازواج کی اسلام نے اجازت دی ہے، حکم نہیں دیا ہے۔ اس کا منشاء صرف یہ ہے کہ ضرورت پر اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس پر زندگی بھر عمل نہ ہو تو بھی آدمی گناہ گار نہ ہوگا اور اس کے تقویٰ اور دینداری میں بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

تیسرے یہ کہ اسلام نے تعدد ازواج کی ہمت افزائی نہیں کی، اس کی ترغیب و تشویق نہیں دی، بلکہ اس کی پیچیدہ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تاکہ آدمی سوچ سمجھ کر یہ اقدام کرے۔ اسے محض لذت اور تفریح کا ذریعہ نہ سمجھ بیٹھے۔

چوتھے یہ کہ یہ خیال بھی غلط ہے کہ تعدد ازواج عیاشی ہی کے لیے ہوتا ہے۔ یہ ہمدردی کی بھی ایک صورت ہوسکتی ہے۔ فرض کیجئے اگر کوئی جوان عورت بے شادی شدہ رہ جائے یا بیوہ ہو جائے، اس کی معاشی ذمہ داری اٹھانے والا بھی کوئی نہ ہو اس کے ساتھ ایک شخص محض اس کی ہمدردی میں دوسری بیوی کی حیثیت سے شادی کرلے تو کیا اسے غلط کہا جاسکتا ہے یا اس پر عیاشی کا الزام عائد ہوتا ہے؟

بعض قیود اور شرائط

جو شخص تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اٹھا کر ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری سے شادی کرے اسلام نے اس پر حسب ذیل پابندیاں عائد کی ہیں۔

۱۔ وہ مالی لحاظ سے اس حیثیت میں ہو کہ۔

پہلی بیوی کی طرح دوسری کا بھی مہر ادا کرے۔

پہلی بیوی کے ساتھ اس کے بھی نان و نفقہ کی ذمہ داری اٹھائے اور اس کے لیے مکان فراہم کرے۔ بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر دوسری بیوی پہلی کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے الگ مکان کہیا کرے[1]

۲۔ وہ جسمانی لحاظ سے اس قابل ہو کہ زن و شو کے تعلقات رکھ سکے۔ اس کی قانونی حیثیت اور اس کے وقفہ کے بارے میں فقہاء نے بحث کی ہے۔ اس سے قطع نظر نکاح کا ایک مقصد عفت و عصمت کا تحفظ ہے اس لیے بہت سے فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ وقفہ چار ماہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی تائید حضرت عمرؓ کے دور کے ایک فیصلہ سے بھی ہوتی ہے[2]

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو معروف کے مطابق بیوی سے ہم بستری کرنی چاہیے۔ یہ اس کے کھانے پینے کے نظم سے زیادہ اہم ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک چار ماہ میں کم از کم ایک مرتبہ ہم بستری واجب ہے۔ بعض دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ اس کا انحصار عورت کی ضرورت اور مرد کی طاقت پر ہے یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے[3]

علامہ ابن عربی مالکی کہتے ہیں :۔

اذا قدر الرجل من مالہ	اگر آدمی مالی اور جسمانی لحاظ سے چار شادیوں
ومن بنیتہ علی نکاح اربع	کی طاقت رکھے تو چار کرے۔ اگر اس
فلیفعل واذا لم یحتمل مالہ	کی مالی حالت یا جنسی تعلق کے لیے اس
ولا بنیتہ فی الباءۃ فلیقتصر	کی جسمانی حالت اس کی متحمل نہ ہو تو اسے

---

[1] رد المحتار علی الدر المختار ۲/ ۹۱۲/ ۹۱۳ [2] ملاحظہ ہو المغنی لابن قدامہ ۷/۳۰ - ۳۱، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۵۴۶ - ۵۴۷ [3] فتاوی ابن تیمیہ ۳۲/۲۷۱ مطبوعہ ۱۳۹۸ھ

علیٰ ما یقدر علیہ[1] صرف اتنی ہی شادیاں کرنی چاہئیں جتنی کی وہ طاقت رکھتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مالی اور جسمانی لحاظ سے اس قابل نہ ہو کہ وہ تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اٹھا سکے اسے ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر آدمی مالی اور جسمانی لحاظ سے دوسری شادی کے قابل ہو تو بھی ضروری ہے کہ وہ دونوں کے درمیان ان تمام امور میں عدل ومساوات برتے جن میں مساوات برتنا عملاً ممکن ہے۔ اس میں نان ونفقہ، لباس، مکان اور شب گزاری آتے ہیں۔ عدل وانصاف اسلام کے نظام معاملات کی جان ہے۔ اس نے اس معاملہ میں عدل کو اس قدر اہمیت دی کہ اگر یہ اندیشہ بھی محسوس ہو کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی موجودگی میں ان کے ساتھ انصاف نہیں ہو سکتا تو ایک ہی پر قناعت کی ہدایت کی ہے۔ فرمایا: فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء: ۳)
(اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم ان کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی کہتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ خوف ہو کہ وہ چار بیویوں کے درمیان عدل قائم نہیں رکھ سکتا تو اسے تین ہی کرنا چاہیئے، اگر اندیشہ ہو کہ وہ تین میں بھی عدل نہیں کر سکے گا تو اسے دو ہی کرنا چاہیئے اور دو کے درمیان بھی عدل کا یقین نہ ہو تو صرف ایک پر اکتفا کرنا چاہیئے[2]

بیویوں کے درمیان عدم انصاف پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینهما جاء یوم القیامة و شقه ساقط[3]	جس شخص کے دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرے (اور ایک کی طرف جھک جائے) تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا۔

---

[1] احکام القرآن ابن عربی ۱/۱۳۰ [2] احکام القرآن۔ جصاص ۲/۶۴ [3] مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح، باب القسم بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی

بیویوں کے درمیان ان امور میں عدل و انصاف کرنا ضروری ہے جو انسان کے اختیار میں ہیں یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ سب سے یکساں محبت بھی کرے، کسی کی طرف دل کا جھکاؤ زیادہ اور کسی کی طرف کم ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہم بستری اور مجامعت میں بھی مساوات ممکن نہیں ہے۔ اس کا تعلق طبیعت کے نشاط اور آمادگی پر ہے یہ آدمی کے بس میں نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقسم بین نسائہ فیعدل ویقول اللھم ھذا قسمی فی ما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک [1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چیزیں تقسیم کی جا سکتی تھیں وہ اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور انصاف کے ساتھ تقسیم فرماتے۔ اس کے بعد فرماتے۔ اے اللہ! جن چیزوں پر مجھے اختیار ہے ان میں یہ تقسیم میں نے کی ہے جن باتوں کا تو مالک ہے اور جو میرے اختیار میں نہیں ہیں (محبت وغیرہ) اس میں کمی بیشی ہو تو اس پر میری گرفت نہ فرما۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ آدمی محبت اور قلبی تعلق کے نام پر کسی کی طرف اس طرح جھک جائے کہ دوسری کے ساتھ ظلم و زیادتی ہونے لگے اور وہ شوہر کے ہوتے ہوئے بھی بے شوہر کے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔ قرآن صراحت کے ساتھ اس سے منع کرتا ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ (النساء ۱۲۹)	تم بیویوں کے درمیان، اگر چاہو بھی پورا پورا عدل نہیں کر سکتے پھر بھی کسی ایک کی طرف پوری طرح جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو۔

۴۔ جس طرح دوسری بیوی کو وہ تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں جو پہلی بیوی کو حاصل ہیں

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب القسم بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی

اسی طرح اس سے ہونے والے بچوں کو بھی پہلی بیوی کے بچوں کے مساوی حقوق ملیں گے۔ دونوں بیویوں کی اولاد کے درمیان ازروئے قانون کوئی فرق نہیں ہوگا۔ ان سب کی ذمہ داری ایک بہت بڑا بوجھ ہے جو تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اٹھانے کے بعد آدمی پر عائد ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا آسان نہیں ہے لیکن بعض شخصی اور سماجی حالات میں تعدد ازدواج کی اجازت اس پر پابندی لگانے سے زیادہ مفید ہے۔ اس لیے اسلام نے اس کی اجازت دی ہے۔

عالم اسلام کے عظیم مفکر، مصنف، داعی اور مجاہد فی سبیل اللہ سید قطب شہیدؒ کی معرکۃ الآرا تصنیف

فی ظلال القرآن

- علمی وفکری تفسیر — علمی وفکری انداز میں فہم قرآن کی راہیں کھولتی ہے۔
- سائنٹفک تفسیر — سائنسی معلومات کو قرآنی حقائق کی توضیح وتفہیم کے لیے استعمال کرتی ہے۔
- دعوتی تفسیر — اسلام، اسلامی نظام اور اسلامی اقدار کی طرف موثر دعوت دیتی ہے۔
- تحریکی وانقلابی تفسیر — تحریک اسلامی اور اسلامی انقلاب کے لیے ذہنوں کو تیار کرتی ہے۔
- تربیتی تفسیر — فرد اور جماعت کی تربیت وتزکیہ کے لیے بہترین سامان فراہم کرتی ہے۔
- ادبی تفسیر — قرآن مجید کے ادبی حسن اور اعجاز کو جدید پیرائے میں واضح کرتی ہے۔

پارۂ عم کی تفسیر فی ظلال القرآن کا اردو ترجمہ از سید حامد علی

• ترجمہ کے ساتھ مفید حواشی • قرآن مجید کا سلیس، رواں اور پُراثر ترجمہ
• حسین کتابت • آفسٹ کی نفیس طباعت • عمدہ کاغذ بڑے سائز کے ۵۰۰ سے زائد صفحات۔ مضبوط خوبصورت جلد

ہدیہ صرف ۴۰ روپئے

ہندوستان پبلی کیشنز گلی قاسم جان، بلیماران، دہلی ۱۱۰۰۰۶